

محمد (ص) یورپ کی نظر میں (حصہ سوم)

<?xml encoding="UTF-8">

بسم الله الرحمن الرحيم

یورپ میں محمد کا دفاع کرنے والوں میں سب سے پہلے شخص سیمون آکلی کی ہے جنہوں نے "ساراسنوں کی تاریخ" کے عنوان سے ایک کتاب لکھی۔ دوسری شخصیت جارج سیل کی ہے جنہوں نے سترہ سو چونتیس میں قرآن کا ترجمہ

شایع کیا۔ ان دونوں نے دانشوروں کا دعویٰ تھا کہ وہ تعصب اور دیگر اغراض و مقاصد سے بالا تر ہو کر اسلام اور محمد (ص) کی زندگی کا جائزہ لینا چاہتے ہیں لیکن یورپ میں محمد (ص) کے لئے دھوکہ باز اور مکار کا لقب اس قدر رائج ہو چکا تھا کہ آکلی اپنی کتاب میں آخر تک "محمومت ماہر مکار" کی تعبیر استعمال کرتا ہے اسی کے ساتھ ساتھ فاتح مسلمانوں اور مغلوب قوموں کے ساتھ ان کے رویے کی بے حد تعریف کرتا ہے۔ آکلی نے سترہ سو سترہ میں حضرت علی علیہ السلام کے کلمات قصار کا بھی ترجمہ کیا اور آپ کے علم و دانش کا اعتراف کیا وہ لکھتا ہے کہ تھوڑا بہت علم جو یورپیوں کے پاس ہے اس کا سرچشمہ سرزمین مشرق ہے۔۔۔۔۔ جب ساری دنیا وحشی پن اور بربریت کا شکار تھی عربوں نے اپنی فتوحات سے دوبارہ یورپ میں علم و دانش کا چراغ روشن کیا۔

جارج سیل نے قرآن کا ترجمہ کرنے کے بعد محمد (ص) کی زندگی اور اسلامی عقائد پر ایک کتاب لکھی۔ یہ کتاب لکھنے کے بعد ان پر یورپ کے مختلف حلقوں کی جانب سے شدید اعتراضات ہونے لگے اور ان پر آدھا مسلمان ہونے کا الزام لگا یا جانے لگا انہوں نے اسی کتاب میں اپنے دفاع میں ایک بیان شامل کیا جس میں لکھتے ہیں کہ "محمد اور ان کے قرآن کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے میں نے یہ جائز نہ سمجھا کہ توہین آمیز، شرمناک اور ادب سے عاری عبارتوں کا استعمال کروں بلکہ میں نے یہ ضروری سمجھا کہ محمد اور قرآن کے ساتھ ادب سے پیش آؤں" البتہ اسی کتاب میں وہ لکھتے ہیں کہ محمد نے جھوٹے دین کی تبلیغ کرتے ہوئے ناشایستہ رویہ بھی اپنایا ہے لیکن ان کی نیک صفات پر ان کی تعریف و تمجید سے روگردانی نہیں کرنی چاہیے۔ وہ لکھتے ہیں کہ مشرک عربوں کو خدائے حقیقی کی طرف دعوت دینے کا ان کا (محمد) اقدام بلاشبہ ایک قابل تعریف اور نیک اقدام تھا۔ جارج سیل کا خیال ہے کہ محمد (ص) نے عربوں کو بت پرستی سے نجات دلانے کے لئے خدائے واحد کی طرف دعوت دی اور توحید کو دوسروں کی جانب سے ایجاد شدہ تحریفات سے منزہ کرنے کی کوشش کی۔

اگر ہم اس بات پر توجہ کریں کہ جارج سیل نے یورپ کے کس ماحول میں ان نظریات کا اظہار کیا ہے تو ہمیں ان کے اس کام کی اہمیت کا اندازہ ہو جائے گا۔

ایک رسالہ بادلیان کتب خانے کے دوسرے لائبریرین ہنری اسٹاپ نے سترھویں صدی کے اواخر میں لکھا ہے اس کا عنوان ہے "محموماتیزم کی پیدائش اور پھیلاؤ کی تفصیلات اور عیسائیوں کے الزامات و افتراءات و تہمتوں کے مقابل محومت اور اس کے دین کی حقانیت کا اثبات" ہنری اسٹاپ نے اپنی اس کتاب میں محمد (ص) کو عظیم ترین اور ذہین ترین قانون ساز قرار دیا ہے جو اس زمانے تک پیدا نہیں ہوا تھا انہوں نے عیسائیوں کے اس الزام کو

مسترد کیا ہے کہ قرآن میں جنت کا تصور شہوت کے ساتھ ہے ان کا کہنا ہے کہ اگر عیسائیوں کی مقدس کتاب میں جنت کو مکعب شکل کے شہر کی صورت میں بیان کیا گیا ہے تو مسلمانوں کو بھی حق ہے کہ وہ جس صورت میں چاہیں جنت کی توصیف کریں۔ وہ تعدد زوجات پر بھی کسی طرح کے اعتراض کو روا نہیں سمجھتے کیونکہ خود تورات میں تعدد زوجات کی بات کئی مرتبہ کی گئی ہے۔ اسٹاپ نے یہ باتیں خاص طور سے پریڈو کی رد میں لکھی ہیں جس کا ذکر ہم نے اسی مقالے میں کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ پریڈو نے محمد (ص) کی شخصیت کو بری طرح مسخ کر کے پیش کیا ہے اور ان کی شخصیت کی تصویر کشی کے سلسلے میں تحریفات کا شکار ہوئے ہیں۔ ہنری اسٹاپ کا کہنا ہے کہ اسلام کے قوانین کسی بھی طرح شہوانی خواہشات کے حوالے سے افراط پر منتج نہیں ہوتے اور اسلام میں شادی بیاہ پر کڑی نگرانی کی جاتی ہے۔

ایک اور مقالہ جس کے مصنف کا نام معلوم نہیں ہوسکا ہے جارج سیل کی کتاب "محومت ازم پر ایک نظر اور محمد کا رفتار وسلوک کے ٹھیک ایک سال بعد شایع ہوا انہوں نے اپنے مقالے میں لکھا ہے کہ وہ محمد (ص) اور اس کے دین پر عائد الزامات کا جواب دینا چاہتے ہیں جارج سیل لکھتے ہیں کہ "برطانوی پادریوں نے محمد اور ان کے دین پر بے پناہ بے بنیاد اور غیر منطقی الزامات لگائے ہیں۔"

اس مقالے کی اہمیت اس لحاظ سے ہے کہ اس میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان ہمیشہ سنگدلی اور تصادم رہا ہے بس فرق اتنا ہے کہ مسلمانوں نے دین مسیح کے پیغمبر کی ہمیشہ تعریف و تمجید کی ہے اور عیسائیوں نے اس کے بالکل برعکس مسلمانوں اور ان کے پیغمبر کی بھرپور توہین کی ہے اور مذموم رویہ اختیار کیا ہے۔ اس مقالے میں آیا ہے کہ "مشرقی کلیساؤں کو مسلمانوں کی حمایت حاصل ہے اور انہیں اپنے دینی آداب بجالانے کی اجازت بھی ہے لیکن یورپ میں کیتھولک اور شاید بعض پروٹسٹنٹ عیسائیوں کو بھی جو بڑے ذوق شوق سے گمراہی کے راستے پر لگ گئے ہیں موت کو مسلمانوں کی حمایت اور انہیں دینی آداب بجالانے کی اجازت دینے پر ترجیح دیتے ہیں۔

یورپ میں کچھ ایسے مصنفین بھی مل جائیں گے جنہوں نے تعصبات سے بالا تر ہو کر محمد (ص) اور ان کے دین کو اعتدال پسند نگاہ سے دیکھا ہے ان مصنفین میں ایک ہنری بولینگ بورک ہیں جنہوں نے سترہ سو پینتیس میں ایک رسالہ لکھا انہوں نے اسلام پر لگائے گئے الزامات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "بت پرستی یا خرافات پرستی کا وہ کونسا الزام نہیں ہے جو محومتیوں پر عائد نہیں کیا گیا وہ کہتے ہیں کہ صلیبی جنگوں سے واپس آنے والے لوگوں نے محمد اور ان کے دین پر زیادہ تر الزامات لگائے ہیں۔

ایڈرین رولینڈ نے اپنی کتاب "محومتیوں کی تعلیمات اصول، عقائد، اور عبادات کے بارے میں چار رسالوں" میں لکھا ہے کہ حقیقت یہ ہے کہ محومتی جیسا کہ ہمارا تصور ہے دیوانہ نہیں ہیں۔

جرمن ڈرامہ نویس لسنینگ نے اومانیزم کے زیر اثر "عادل ناتان" نامی ڈرامہ لکھا اور اس ڈرامے میں انسانیت کی قدر مشترک کو اصل بنیاد قرار دیا۔ ان کا کہنا ہے کہ اسلام عیسائیت یہودیت سمیت دیگر مذاہب کی طرف رجحان ثانوی حیثیت کا حامل ہے۔

اس ڈرامے کا مرکزی کردار ناتان یہودی ہے اس میں ایک عیسائی لارڈ اور یورشلم کا حاکم صلاح الدین ایوبی بھی مرکزی کردار ہیں۔ لسنینگ کا خیال ہے کہ خیر و نیکی انسان کے اعمال سے متجلی ہوتی ہے دین کے ذریعے نہیں جو صرف اس کے تشخص اور شناخت کا ذریعہ ہے۔

ان منصف مصنفین کی کاوشوں کے باوجود اسلام مخالف عیسائی ذہن بدستور اسلام کے خلاف کتابیں لکھتا رہا اور پروپیگنڈا کرتا رہا "نرتز" نے سترہ سو تین میں ایک کتاب لکھی جسمیں محمد (ص) کو ریاکار شہوت پرست اور

پست فرد قرار دیا ہے انہوں نے یہ باتیں قرآن کے اپنے جرمن ترجمے کے مقدمے میں لکھی ہیں۔
یورپ پر حاکم سیاسی اور مذہبی فضا کی بنا پر اسلام و محمد (ص) قرآن کے خلاف حملے جاری رہے اس میں
زمانے میں ہر کوئی محمد (ص) کو سپر بنا کر دراصل لوئی چہاردہم اور پانزدہم کے دور حکومت میں فرانس کے
حالات یا دیگر ملکوں کے حالات پر تنقید کیا کرتا تھا۔ مجموعی طور سے اس زمانے میں محمد اور اسلام کو بنیادی
خطرہ نہیں سمجھا جاتا تھا کیونکہ ترکوں کا زوال شروع ہو چکا تھا اور یورپ کو بھی دیگر قوموں کی طرح ترکوں
سے کوئی لاحق نہیں تھا۔
اٹھارویں صدی کے اواخر سترہ سو نواسی میں فرانس میں انقلابات آیا جس سے یورپ کی صورتحال پوری طرح
بدل گئی۔

اٹھویں فصل : محمد (ص) ہیرو پرستی کے دور میں -

اٹھارویں صدی نیپولین کے نام سے شروع ہوتی ہے اس بنا پر اس زمانے کو ہیرو پرستی کا دور کہا جاتا ہے۔ اس
زمانے میں نیپولین کی جنگوں فتوحات اور شکستوں سے یورپ کی راے عامہ پر گہرے اثرات پڑے۔ واٹر لو میں
نیپولین کی شکست کے سات سال بعد ہگل کا فلسفہ تاریخ سامنے آیا، ہگل کے یہی نظریات بعد میں مارکس
کی تاریخی مادیت پرستی کی بنیاد بنے۔ ہگل کی نظر میں عالم متناہی میں حرکت تاریخ کلیۃ عالم نامتناہی کے
زیر سایہ اور کمال عقلی کی طرف گامزن ہے اس راہ میں تاریخ آزادی کی طرف بڑھ رہی ہے اور یہ آزادی اسی آخری
منزل کا عینی تجسم ہے۔ اس دریمان اہم شخصیتیں اور ہیرو اہم کردار ادا کرتے ہیں اسکندر اور نیپولین ان ہی
ہیروز میں شامل ہیں جنہوں نے تاریخ کو آگے بڑھایا ہے گرچہ انہیں بعد میں ملک بدر کر دیا گیا یا سولی
پر چڑھا دیا گیا۔ یہاں پر ہگل کے ذہن میں محمد (ص) کا تصور بھی آتا ہے وہ محمد جنہوں نے اپنے نبوغ
وصلاحتوں سے براعظم ایشیا اور افریقہ کو بدل کر رکھ دیا تھا اس کے باوجود ہگل عیسائیت کی برتری پر تاکید
کرتے ہیں اور ان کا یہ نظریہ یورپ کی خود بزرگ بینی کے عین مطابق ہے اور یہی نظریہ خود بزرگ بینی جہان
متناہی سے جہان نامتناہی کی طرف بڑھنے کا سبب بنا۔